(۲۰)
بانوؑ نے کہا مر گیا ہے ہے میرا پیارا — کلثومؑ گری خاک پہ زینبؑ کو غش آیا
سر پیٹ کے یہ شور سکینہؑ نے مچایا — تقدیر نے ہے ہے مرے بھیا سے چھڑایا
ثابت ہوا اب سیدِ والا نہ جئیں گے
اس داغ سے لوگو مرے بابا نہ جئیں گے

مرثیہ ۵۲

شہادت حضرت علی اکبرؑ

(۱)
شبیرؑ سے جب رن میں جدا ہو گئے اکبرؑ — حضرت پہ بصد شوق فدا ہو گئے اکبرؑ
مر ڈے کے شریکِ شہدا ہو گئے اکبرؑ — شہؑ نے کہا مقبولِ خدا ہو گئے اکبرؑ
یاور نہ رہا کوئی شہِ تشنہ دہن کا
اب خاتمہ رن میں ہوا ہفتاد و دو تن کا

(۲)
اب کون ہے زندہ جو مجھے روکنے آتے — وہ کون ہے جو میرے لئے سر کو کٹاتے
عباسؑ نہیں ہے جو مرا درد بٹاتے — اکبرؑ ہے کہاں پاؤں پہ جو سر کو جھکاتے
اب خاتمہ رن میں ہوا لشکر کا ہمارے
دل چھد گیا نیزے سے دلاور کا ہمارے

(۳)
یہ کہہ کے جو مقتل میں گئے سرورِ عالی — لاشِ اکبرؑ ذیجاہ کی حضرت نے اٹھالی
حضرت نے وہ پھر سینۂ اقدس سے لگالی — پھر گود میں وہ میتِ معصوم سنبھالی
منہ چوم کے فرمایا کہ تم مر گئے اکبرؑ
ناشاد پڑ ارمان ہمیں کر گئے اکبرؑ

حضرت کی صدا آئی جو یہ کان کے اندر (۴) بیہوشی سے بس ہوش میں آئے علی اکبرؑ
آنکھوں کو وہیں کھول کے نوبادہ حیدرؑ　　آہستہ سے یہ بولا کہ سبطِ پیمبرؐ
اب جاتی سوے خلد مری روح ہے بابا
نیزے سے میرا سینہ یہ مجروح ہے بابا

ظالم نے جو برچھی میرے سینہ پہ لگائی (۵) وہ توڑ زرہ پشت سے باہر نکل آئی
اب دیتے نہیں زیست کے آثار دکھائی　　لے چلئے مجھے خیمہ میں اب حق کے فدائی
دیکھیں گی مجھ کو تو سنبھل جائیں گی ماں
عرصہ جو ہوا گھر سے نکل آئیں گی اماں

کہتا تھا ابھی شہ سے یہ ہم شکلِ پیمبرؐ (۶) جو خیمے سے واں آیا غلامِ علی اکبرؑ
شہ نے کہا ہے خیر تو وہ بولا یہ رو کر　　آقا مرا مولا میرا کس سمت ہے سرور
حضرت نے کہا ہم کو الم ان کا بڑا ہے
لے دیکھ لے آقا ترا مجروح پڑا ہے

اکبرؑ کی جوں ہی لاش کو اس شخص نے دیکھا (۷) منہ پیٹ لیا اس نے کہ آخر ہوا اندھا
شہزادۂ آفاق نے تب باپ سے پوچھا　　یہ کون یہاں روتا ہے اسدم مرے بابا
فرمایا کہ جو کھو رہا یہ لاش پہ جی ہے
ہے نام صدیق اس کا غلام حبشی ہے

اکبرؑ نے غلامِ حبشی کا جو سنا نام (۸) آہستہ سے فرمایا کہ اے یار خوش انجام
دے جان نہ تو اپنی کہ ہے تجھ سے مجھے کام　　بے صبر کا یہ وقت تو اب دل کو ذرا تھام
زنہار نہ تو نالہ و فریاد میں رہنا
اب آج سے تو خدمتِ سجادؑ میں رہنا

اور قید سے چھوٹ کر جو وطن ہو تیرا جانا (۹) یاروں کو مرے یہ میرا پیغام سنانا
اس واسطے اکبرؑ کا ہوا وہاں پہ نہ آنا آفت میں گرفتار تھا سلطانِ زمانا
تم تشنگی میں پانی جو واں پی جیو یارو
تب یاد بہت پیاس میری کیجیو یارو

اور فاطمہؑ صغریٰ سے یہی کیجیو تقریر (۱۰) وعدہ تھا کیا آنے کا جو اے مری ہمشیر
پر کیا کروں کچھ بس نہ چلا پھر گئی تقدیر پاؤں میں مرے پڑ گئی یاں موت کی زنجیر
دنیا سے ہے عقبیٰ کا سفر کر گیا اکبرؑ
بابا کی تیرے لے کے بلا مر گیا اکبرؑ

یہ کہہ کے بھری سینہ اکبرؑ نے پھر اک آہ (۱۱) اور باپ سے کی عرض بصد نالۂ جانکاہ
اب لاش اٹھاؤ مری اے ابنِ یداللہ لے چلئے بس اب خیمۂ عصمت میں مجھے شاہ
جو کچھ ہے مرے دل میں وہ ارمان نکل جاتے
سر گود میں اماں کے ہو اور جان نکل جاتے

شبیرؑ نے تب خاک سے اکبرؑ کو اٹھایا (۱۲) اور پشت پہ رہوار کی حضرتؑ نے لٹایا
خیمہ میں غلام حبشی پیٹتا آیا اور آلِ محمدؐ کو یہ رو رو کے سنایا
سر کھولے ہوئے رن سے چلے آتے ہیں شبیرؑ
فرزند کی لاش اپنے لئے آتے ہیں شبیرؑ

یہ ذکر تھا جو خیمہ میں آئے شہِ والا (۱۳) اور زین سے ہمشکلِ پیمبرؐ کو اتارا
مسند ہی پہ عباسؑ کی حضرتؑ نے لٹایا جو گرد پھر اس لاش کی حلقہ دہیں باندھا
شہ نے کہا مت رونا مرے سر کی قسم ہے
جیتا ہے مرا لال ابھی سینہ میں دم ہے

شہادت حضرت علی اکبرؑ

ہلالِ محرم حصہ اول

(۱۴)
سرپیٹ کے شبیرؑ نے بانو کو بلایا — اک سیب تھا وہ پیاس میں اکبرؑ کو سنگھایا
اس سیب کی خوشبو سے افاقہ جونہی آیا — آنکھوں کو وہیں کھول کے سرورؑ کو سنایا
یا شاہ مری مادرِ دلگیر کہاں ہے
بتلا دیں یہاں آپ کی ہمشیر کہاں ہے

(۱۵)
آہستہ سے بانو نے کہا پیٹ کے یہ سر — ہے زانو پہ رکھے ہوئے موجود ہے مادر
فرمایا یہ زینبؑ نے کہ اے دلبرِ حیدرؑ — حاضر پھوپھی اماں ہے تری لاش کے اوپر
اس سِن میں نظر کس کی تجھے کھا گئی بیٹا
اٹھارہویں سال آہ قضا آ گئی بیٹا

(۱۶)
اکبرؑ نے کیا اُس گھڑی یہ سب سے اشارا — ہم جاتے ہیں اللہ نگہبان تمہارا
بانو سے کہا بخشو ہمیں دودھ خدارا — اب خلد کا ہم جاتے ہیں کرنے کو نظارا
ہم نے تمہیں اب خالقِ ذیجاہ کو سونپا
زہراؑ کو محمدؐ کو ید اللہ کو سونپا

(۱۷)
اکبرؑ نے جوں ہی بانو کو یہ بات سنائی — رونے لگی آہستہ سے وہ غم کی ستائی
اک آہ کی پھر اس نے کہ بس جان گنوائی — رونے لگا چلّا کے شہ کرب و بلائی
فرمایا کہ برباد ہمیں کر گئے اکبرؑ
لو بیبیو سر پیٹو کہ اب مر گئے اکبرؑ

(۱۸)
بانوؑ نے کہا پیٹ کے سر مر گئے بیٹا — بیکس مجھے ہائے اُس مجھے کر گئے بیٹا
پانی نہ ملا برلبِ کوثر گئے بیٹا — پر داغ کلیجے پہ مرے دھر گئے بیٹا
یہ عشق تھا بابا پہ فدا ہو گئے اکبرؑ
اٹھارہ برس بعد جدا ہو گئے اکبرؑ